نادر چیز



کاد الفقر ان یکون کفراً



علما سیمینار محکمۂ اوقاف مغربی پاکستان
لاہور

منعقدہ ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - اگست ۱۹۶۹ع
بی این آر سنٹر شاہراہ قائد اعظم - لاہور

از

مولانا محمد بخش مسلم ، بی . اے .
خطیب مسلم مسجد ، لاہور

کاد الفقر ان یکون کفرا

علماء سیمینار محکمہ اوقاف مغربی پاکستان
لاہور

منعقدہ: ۲۴ تا ۲۷ اگست ۱۹۶۹ء

از

مولانا محمد بخش مسلم بی اے
خطیب مسلم مسجد لاہور

آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

الحمدللہ الغنی الحمید ۔ اللھم صل وسلم سیدنا محمدا انک حمید مجید

بزرگان ملت فقیر کے مقالہ کا عنوان یہ حدیث نبوی ہے : ''کاد الفقر ان یکون کفرا'' کچھ تعجب نہیں کہ فقر کفر تک لے جائے ۔ یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاشی تاریخ عالم کا نچوڑ ہے ۔ انسانی زندگی کی بلندی و پستی کا مرقع اور خلاصہ ہے ۔ ایک مختصر سے جملے میں حقائق کائنات کو سمو کر رکھ دیا گیا ہے ۔ یہ فقرہ عربی زبان کا ہے ۔ اس کا کہنے والا افصح العرب و العجم ہے ۔ الفاظ ہیں دو الفقر اور کفر ۔ الفقر سے مراد ہر قسم کا فقر نہیں ہے ، بلکہ اس کی ایک مخصوص نوع ہے ۔ فقیر کے معنی لغت کے اعتبار سے وہ شخص ہے جس کے بدن کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو ۔ اصطلاحی لحاظ سے فقر مذموم (برا) بھی ہے اور محمود بھی ۔ بُرا فقر انسان کو کافر بنا دیتا ہے ۔ کفران نعمت پر مجبور کر دیتا ہے ۔ دوزخ کی راہ ہموار کرتا ہے ۔ منزلِ جنت سے دور ہٹا دیتا ہے ۔ حدیث میں اس برے فقر کے برے اثرات کو اجاگر کیا گیا ہے ۔ ایک اعتبار سے ہر شخص فقیر ہے ۔ بیان قرآن ہے : ''یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ'' اے بنی نوع انسان تم سب کے سب خداوند تعالیٰ کے محتاج ہو ۔ ہر انسان ممکن الوجود ہے ۔ اسے وجود واجب الوجود نے عطا فرمایا ۔ ہر ایک کا محمود اور مقصود واجب الوجود ہے ۔ اس آیۃ مبارکہ میں ہر انسان کو فقیر فرمایا گیا ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہ فقیر واجب التکریم ہے ۔ خود فرمایا :

''و لقد کرمنا بنی آدم'' ہم نے اولاد آدم کو عظمت سے نوازا ۔ ختمی مرتبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے : ''اللھم اغنی بالافتقار الیک و لا تفقرنی بالااستغناء عنک'' اے پروردگار مجھے اپنا محتاج بنا کر غنی کر اور اپنی ذات سے بے نیاز کر کے فقیر نہ بنا ۔ قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا : ''وجدک عائلاً فاغنی'' آپ عیالدار تھے اللہ نے آپ کو غنی بنا دیا ۔ غنا ہے ضد فقر ۔ سب سے بڑی دولت قناعت ہے ۔ حضرت سعدیؒ نے حدیث کا ترجمہ کیا ہے ''تونگری بدل است نہ بہ مال'' اللہ کا فقیر ہونا محمود ہے ، بندوں کا دست نگر اور محتاج ہونا مذموم ہے ۔ حدیث میں اسی فقر کے اثرات کا ذکر فرمایا گیا ہے ۔

فقر اختیاری و اضطراری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید و نبوت و آخرت کی دعوت کا آغاز مکہ مکرمہ سے فرمایا ، یہاں قریش رہتے تھے ۔ وہ تاجر تھے ، صاحب ثروت تھے ۔ ان میں سے جن مقدس نفوس نے شروع میں اسلام قبول کیا اور اسی کے لیے اپنا گھر زر توحید کے لیے چھوڑا اور مدینہ میں ہجرت فرمائی وہ مہاجرین کہلائے ۔ مدینہ کے جن فرزندان توحید نے ان کا نصرت و ایثار سے خیر مقدم کیا وہ انصار کہلائے ۔ قرآن نے فرمایا ''للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارھم و اموالھم ۔ (پارہ ۲۸ ۔ سورہ حشر) ۔ (مہاجرین کو ان کے گھروں اور مالوں سے نکال دیا گیا) ، یہ امیر تھے فقیر ہو گئے ۔ یہ فقیری نازش انسانیت ہے ، سب سے بڑی دولت ہے ، عظیم الشان نعمت ہے ۔ ان کا فقر اختیاری تھا ، انھوں نے

راہ خدا میں مال قربان کیا ، دین کی تائید و نصرت مال و جان سے کی ۔ ان کی راہ پر گامزن جو شخص تحصیل معاش میں جد و جہد کرتا ہے ، خوب کماتا ہے ، لیکن روپیہ اپنی ذات پر خرچ کرنے کے بجائے زیادہ تر دوسروں پر ، ملت کے لیے ، ملک کے لیے ، اسلام کے لیے صرف کرتا ہے ۔ وہ خود بھوکا رہتا ہے لیکن دوسروں کا پیٹ بھرتا ہے ۔ خود سادہ ، اجلا ، ستھرا ، لباس پہنتا ہے لیکن بہتیروں کو فاخرہ پوشاک پہنا دیتا ہے ۔ خود فقیروں کی زندگی بسر کرتا ہے لیکن بہت سے فقرا کو اغنیا بنا دیتا ہے ۔ اسی فقر کا نام ہے انسانوں سے پیار ، محبت ، ایثار ، مہربانی ، قربانی ۔ اس فقیر کا لباس بادشاہوں کے تخت و تاج سے زیادہ گراں قدر اور اس کی سوکھی روٹی امیروں ، وزیروں کے خوان ہائے نعمت سے زیادہ شاندار اور باوقار ہے ۔ ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ تصریح مذکور ہے : ”ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خبز شعیر یومین متتابعین حتی قبض ۔“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں اپنے وصال مبارک تک کبھی جو کی روٹی بھی دو دن پیٹ بھر کر نوش نہیں فرمائی ۔ مولانا احمد رضا بریلویؒ لکھتے ہیں :

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

آقا کی اس سنت پر عمل پیرا ، کہہ سکتا ہے فقیری میرا فخر ہے ۔

اسلام کی تعلیم اور دولت کی تقسیم

تاریخ اسلام میں جنگ حنین پہلی جنگ ہے جس میں بکثرت مال غنیمت ہاتھ آیا ۔ چوبیس ہزار اونٹ ، چالیس ہزار بکریاں ، چار ہزار

اوقیہ چاندی کا ذکر روایات میں ملتا ہے ۔ آپ نے ایک اونٹنی کے اون کے چند ریشے توڑے اور انہیں صحابہؓ کو دکھا کر فرمایا اس مال میں میرا اتنا حصہ بھی نہیں ہے ۔ حضرت ابو ہریرہؓ عامل بحرین جواہرات لائے ، اشرفیاں لائے ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب تقسیم فرما دیں ۔ مولانا ظفر علی خاں غفران مکان فرماتے ہیں :

پاؤں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا
ہیں دوسروں کے واسطے لال و زر و گہر
اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولھا بجھا ہوا

بخاری شریف میں ہے ، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا :
" ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا و مغاربھا و ان امتی یبلغ ملکھا ما زوی لی ۔ و اعطیت الکفرین الاحمر والابیض ۔"

"اذا ہلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ و اذا ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ والذی نفسی بیدہ لتنفقن کنوز ھما فی سبیل اللہ ۔"

(اللہ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی ۔ میں نے اس کے مغربی اور مشرق گوشے دیکھے ، جو میرے لیے سمیٹی گئی ۔ میری امت کی حکومت وہاں تک ہوگی ۔ مجھے سرخ و سفید دونوں خزانے عطا فرمائے گئے ۔ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد کوئی اور کسریٰ نہیں ہوگا ۔ جب قیصر مٹ جائے گا اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا ۔ قسم ہے رب العزت کی جس

کے تصرف میں میری جان ہے تم لوگ ان کے خزانے خدا کی راہ میں خرچ کرو گے)۔

ہر قوم کے مورخین و مفکرین صاف الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں کہ:

"نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی"

یہ حقائق ہیں شاعرانہ تخیلات نہیں ہیں، خواب کی باتیں نہیں ہیں۔ تاریخی واقعات ہیں کہ عراق کے خزانے، شام کے دفینے، ایران کی دولت، مصر کی ثروت صحابہ کے قدموں میں پہنچی۔ جو بات نبی نے دیکھی امت نے برہنہ آنکھوں سے دیکھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیوں، شیدائیوں نے یہ سب کچھ اس حالت میں راہ خدا میں بانٹا جب کہ ان کا لباس فقیرانہ تھا، ان کا استغنا ان کے ایمان کا آئینہ تھا۔ اقبال کا یہ قول شعر نہیں حقیقت کی واقعی تصویر ہے:

آن مسلمانان کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

اسلامی فقر کا اثر

ممالک مذکورہ کے غیر مسلم فرمانرواؤں کے خزانے، اشرفیوں کے انبار، جواہرات کے ڈھیر ان کی دلنشیں، رنگین و سنگین عمارتوں کے بنانے اور سجانے پر صرف ہوتے تھے۔ ان کے خم مرصع، ان کے جام طلائی، ان کی مے ان کے لالہ رخوں کی مانند سرخ تھی۔ ان کی عیش کاری ادب کا سرمایہ اور شاعری کا مخزن تھی۔ ان کے باعث دنیا میں ایسے الفاظ پھیلے کہ وہ ان کے زمانے کا فوٹو دیکھنے

اور سننے والوں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں ۔ ان کے صنعت کاروں کا فرض تھا کہ ان کے لیے عشرت نظر ، تعیش اثر ملبوسات تیار کریں ۔ کسانوں پر واجب تھا کہ ان کے لیے ، ان کے شہزادوں ، ان کے وزیروں ، مصاحبوں کے لیے ، کاسہ لیسوں کے لیے ، مذہبی پیشواؤں کے لیے سرسبز و شاداب کھیت تیار کریں ۔ اپنی پیداوار کا جو حصہ انھیں بحکم سرکار ملے ، اسے اپنے استعمال میں لائیں ۔ باغبانوں کی ذمہ داری تھی کہ اپنے حاکموں ، ان کے صاحب زادگان کے لیے گونا گوں ، بوقلموں حلاوت و لذت والے پھلوں کے درخت لگائیں ۔ صحابہ کا آنا ان اقالیم کے عوام کے لیے رحمت الٰہی کا نزول تھا ۔ ان سے کہا گیا : زمینیں تمھاری ہیں ، پیداوار تمھاری ہے ، حکومت واجبی حصہ سے زائد لینے کی مجاز نہیں ۔ لوگ فارغ البال ہو گئے ، خوشحال ہو گئے ۔ ان سرزمینوں کے عوام و خواص مسلمانوں کی سادہ خوراک ، سادہ پوشاک ، سادہ رہن سہن ، ان کے فقر ، عیش و عشرت سے یکسر اجتناب سے غایت درجے کے اثر پذیر ہوئے ۔ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ۔ انھوں نے اپنی تہذیب کو چھوڑ کر اسلامی تمدن ، اپنے مذاہب کو ترک کر کے اسلامی تدین کو اپنایا ۔

تیرہ (١٣) سو سال ہوئے ہیں ، ان کی اولاد در اولاد کے دلوں پر ، دماغوں پر اسلام چھایا ہوا ہے ۔ جب ان کے بوڑھے ، ان کی خواتین ، ان کے بچے ، ان کے جوان اپنے ممالک کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں ، تو اپنے ان تاجداروں پر جو صحابہ کی آمد سے پہلے وہاں حکومت کرتے تھے ان فقیروں کو ترجیح دیتے ہیں ، اور انھیں نجات دہندگان تصور کرتے ہیں جن کے لباس سے ان کے کمبل پوش

آقا کی پوشاک کے آثار اور تار نظر آتے ہیں ۔ واقعہ یہ ہے کہ ان فقیروں کا دین محمدیؐ تھا ، آئین محمدیؐ تھا ، خلق محمدیؐ تھا ، فقر محمدیؐ تھا :

تھے تو آباء وہ ہمارے ہی مگر ہم کیا ہیں ؟

فقر حیدریؓ خیبر شکن تھا ۔ عثمان غنیؓ کی دولت پر فقر ناز کرتا ہے ۔ اوباشی کا محرک اعظم شیطان ہے ۔ وہ ظل فاروقؓ سے بھاگتا ہے ۔ فقر صدیق کو غار ثور میں معیت باری نصیب ہوئی ۔ فقیر دجلہ کے دریا سے اللہ کا نام لے کر بغیر کسی کشتی کے گزر گئے ۔ جہالت نے یہ بدعت تراشی کہ فقر ہے ترک دنیا ، فقیری ہے رہبانیت ، قلندری کا سیاست سے کیا واسطہ ، روحانیت یہ نہیں کہ حکومت کی بات کی جائے ۔ فقیری کے عصا کا عصائے موسوی سے کوئی ربط و ضبط نہیں ۔ فقر گدڑی میں ہے ۔ اس کا وظیفہ ہے گداگری ۔ فکر معاش فقیر کا شیوہ نہیں ۔ روٹی مل ہی جاتی ہے ۔ ملک خدا تنگ نیست ، پائے گدا لنگ نیست ۔ دنیا سے منہ موڑو ، کسب چھوڑو ، صحراؤں کے کونے ڈھونڈھو ۔ یہ شادی یہ بیاہ ، یہ رشتہ ، یہ ناطہ ، یہ ہنر ، یہ منڈی ، یہ کاروبار ، ان سے کیا سروکار ۔ اسلام کے ہادیؐ نے فرمایا ، لا رھبانیۃ فی الاسلام ۔ دین اسلام میں کسی نوعیت کی رہبانیت نہیں ہے ۔ اس کے مقابلے میں جو داعی رہبانیت اور دل دادۂ رہبانیت ہو ، وہ منکر اسلام ہے ۔ وہ اس انکار کا مرتکب اس لیے ہوا کہ اس نے بربے فقر کو اپنا شعار بنایا ۔ اس نے تجرد کو اپنایا ۔ نبی کریمؐ نے فرمایا النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ۔ نکاح میری سنت ہے ؛ جو میری

سنت سے بیزار ہے، وہ میرا نہیں ہے۔ برے فقیر نے دنیا کی بے شمار نعمتوں سے اپنے آپ کو محروم کر لیا اور وہ اسی محرومی کو اپنا مسلک تصور کرتا ہے۔ لاریب وہ کفران نعمت کا مرتکب ہوا۔ برا فقر اس نام نہاد روحانیت کی شمع کا پروانہ بنا جو بدھ مت کا شعار تھی، جو عیسائیت سے پھوٹی، جو ہندو مت کی دیوی ہے۔ یہ روحانیت نظام اجتماعی و تمدنی کے لیے زہر قاتل کا حکم رکھتی ہے۔

آدم کے سر پر خلافت ارضی کا تاج رکھا گیا۔ یہودیت اور نصرانیت نے کہا: آسمانی باپ نے آدم کو اس علم سے روکا کہ جس سے اس پر نیک و بد کی تمیز واضح ہو سکتی ہے۔ قرآن مدعی ہے کہ آدم کا مقام اسی لیے فرشتوں سے بھی اونچا ہے کہ اللہ نے اسے علم حقائق اشیا سے بہرہ ور فرمایا۔ قرآن نے کہا کہ چاند، سورج، ستارے، دریا پر انسان مسلط ہو سکتا ہے۔ ان کو انسان کے لیے مسخر کر دیا گیا ہے جن اشیا کا علم انسان سائنسی علوم اور مشاہدات کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہے، اور یہ علم بروئے اسلام از بس لازمی و ضروری ہے۔

نبی کریمؐ کو خدا نے نظام عرش و کرسی اپنے فضل و کرم سے دکھایا۔ فرمایا: ''سبحان الذی اسریٰ بعبدہ'' پاک ہے وہ پروردگار جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔ واضح رہے اس سیر سے مقصد یہ تھا ''لنریہ من آیاتنا'' (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل) تاکہ ہم اس کو اپنی بعض آیات تکوینی کا مشاہدہ کرائیں۔ قرآن مجید نے پوری صراحت سے فرمایا: ''و لا تنس

نصیبک من الدنیا" (دنیا میں تیرا حصہ ہے ، اسے فراموش نہ کرنا) حضورؐ نے وضاحت کی آدمی ہی وہ ہے ، جو دین اور دنیا دونوں کا ہے۔ "الدنیا مزرعۃ الاخرۃ" (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) اگر زمین سے کچھ پیدا نہ ہو ، خوراک کا اہتمام ہو سکتا ہے نہ پوشاک کا۔ جو شخص دنیا میں کوئی نیکی نہیں کرے گا وہ عاقبت میں ہر نعمت سے محروم رہے گا۔

افلاس اور محتاجگی

غنا ہے تونگری ، فقر ہے افلاس اور محتاجگی ، ارشاد نبوی ہے : "الفقر سواد الوجہ فی الدارین" گدا گری ، محتاجگی اور افلاس دین اور دنیا کی روسیاہی ہے۔ صحابہؓ محتاج نہیں تھے۔ اُن کی جن قوموں سے لڑائیاں ہوئیں ، وہ ان کے مقابلے میں تعداد کے لحاظ سے کم تھے ، سامان حرب کے لحاظ سے کم تھے ، کسریٰ اور قیصر مدتوں سے سلطنت کر رہے تھے۔ وہ غایت درجے کے طاقت ور تھے ، دولت والے تھے ، کثیر التعداد تھے۔ ان کے خزانے جب مسلمانوں کے تصرف میں آگئے تو کیوں کر کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان مفلس تھے۔ عہد نبوت کے آخری ایام سے شروع ہو کر اموی دور اور عباسی زمانہ کا مطالعہ واضح طور پر بتائے گا کہ مسلمان بہ حیثیت قوم متمول تھے۔ انہوں نے ۷۰۰ سو سال تک اندلس میں حکومت کی ، ان ایام میں بھی وہ صاحب ثروت تھے۔ محمد ابن قاسمؒ سے شروع کر کے ترکش اسلام کے خدنگ آخری حضرت اورنگ زیبؒ کے وصال تک مسلمانوں کی معاشی حالت اچھی تھی۔ البتہ عہد انگلشیہ میں وہ غریبی کا شکار ہوئے۔ پاکستان میں ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۶۸ء تک ہم اجناس خوردنی کے لیے بھی

محتاج اغیار ہو گئے - اپنے دفاع ملکی کے لیے جدید ترین آلات حرب کی ساخت اور بہم رسانی کے باب میں ہم اپنے پاؤں پر قیام آراء نہیں ہیں ، اس لیے ہمارا رعب و جمال وہ نہیں ہے کہ جو عہد خلافت ، عہد بنو امیہ ، عہد بنو عباس ، عہد سلاجیق ، ہند میں زمانۂ حکومت اسلامی ، آندلس میں سطوت اسلامی کے وقت تھا - اس عہد میں سب سے بڑا حادثہ اور سانحہ یہ ہے کہ ہمارے اذہان غیر اسلامی فقر اور محتاجگی نے مفلوج کر دیے ہیں - ہمارا معاشی نظام دنیا کا مجرب ترین نسخہ ہے ، لیکن اس وقت اشتمالی نظام ہے ، راس المالی نظام ہے ، لیکن اسلام کا بیت المالی نظام کارفرما نہیں ہے - یہ ذہنی افلاس ، یہ فکری محتاجگی ہمیں یہ اشارہ کرتی ہے کہ ہمیں اپنے افلاس کو دور کرنے لیے کسی غیر اسلامی نظام کو اپنانا چاہیے ، اور اسے اسلامی نظام سے موسوم کر دینا چاہیے - ہم غیور ہیں ، جسور ہیں ، جہاد پسند ہیں ، شہادت کو نعمت گردانتے ہیں - اگر اسلحہ کے لیے محتاج اغیار نہ ہوں تو اپنے عروج رفتہ کی بازیابی میں فائزالمرام ہو سکتے ہیں - فتنۂ تاتار کے زمانے میں ہمیں عیاشی اور باہمی تنازعہ آرائی نے رسوا کیا - ہندوستان سے بھی ہماری باہمی لڑائیوں نے ہمارے مرکز کو کمزور کیا اور ہماری سطوت کا چراغ گل ہو گیا - یہ اسلام کا اعجاز تھا کہ تاتاری پاسبان اسلام ہو گئے - پاکستان کے قیام سے پیشتر بھی جب ترکی ، ایران اور افغانستان پر آفتیں آئیں ہم نے ان کی اعانت کے لیے اظہار ایثار کیا - پاکستان کے حصول کی جنگ اسلام کے زیر اثر جیتی گئی - ستمبر ۱۹۶۵ع میں ہمارے جذبۂ اسلامی نے ہمیں کامیابی سے ہم کنار کیا ، ضرورت صرف یہ ہے کہ

ہم فقر اسلامی کو از سرِنو اپنائیں، غیر اسلامی فقر، افلاس اور محتاجگی کے خلاف جہاد کریں - ہر بچہ بھی جانتا ہے کہ ارکان اسلام پانچ ہیں : کلمۂ توحید، نماز، روزہ، حج، زکٰوۃ - حج اور زکٰوۃ غربا پر فرض نہیں ہے - دولت مند ہی ان نعمتوں سے فیض یاب ہو سکتے ہیں - ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی مالی حالت کو سنوارے تاکہ وہ حج اور زکٰوۃ کے لاجواب ثواب سے فیض یاب ہو جائے - ہمارا تجربہ ہے، مشاہدہ ہے کہ بھوک انسان کو کتنا تنگ کرتی ہے - معدہ کا عارضہ بھی کتنا سخت ہے - مفلس، عیال دار ضروریات حیات کی نایابی یا کم یابی کے باعث اپنی خود داری کی پامالی پر بھی بادل ناخواستہ تیار ہو جاتا ہے - اس کا ذاتی تجربہ اسے یہ کہنے پر مجبور کر دیتا ہے :

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

جہاں گرد شیخ سعدیؒ کا تجربہ یہ ہے :

چناں قحط سالے شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

شب چو عقد نماز بربندم
چہ خورد بامداد فرزندم

حالات کا تقاضا، زمانہ کی پکار یہی ہے کہ ہم اپنی اقتصادی حالت کو بہتر، برتر اور خوش تر بنانے کے لیے انتہائی جدوجہد سے کام لیں، اور سمجھ لیں کہ افلاس اور محتاجگی انسان

کو واقعی کفر اور کفران نعمت کی جانب لے جانے والی بلائیں ہیں۔ ہمیں اپنے آقا و مولا اروا حنا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق محنت، کسب حلال، کفایت شعاری، اسلامی دیانت، سادگی کے ذریعے فقر محمود سے اپنے آپ کو ارجمند و فیروز مند کرنا چاہیے، اور فقر مذموم سے کلیۃً اجتناب کرنا چاہیے۔ برا فقر شیر کو لومڑ، مجاہد کو بزدل، غیور کو خوشامدی اور کاسہ لیس بنا دیتا ہے۔

فقر محمود است مقصود بشر
الحذر از فقر مذموم الحذر